قسط نمبر (۸)

ہندو تہذیب اور مسلمان

از ڈاکٹر محمد عمر صاحب، استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

دیوالی دیوالی یا دیپاولی کا تہوار، ہندی مہینہ کاتک (اکتوبر۔ نومبر) کی پندرہ تاریخ کو ہوتی ہے[1]۔ اس تہوار سے پہلے مکانوں پر سفیدی اور ان کی صفائی کی جاتی ہے۔ جو حفظان صحت کے لحاظ سے ضروری ہے۔[2] دیوالی کے دن پہلے دھن دولت اور اقبال مندی کی دیوی لچھمی کی پوجا ہوتی ہے اور بعد کو چراغاں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی آتشبازی بھی چھوڑی جاتی ہے۔ اور آپس میں مٹھائیوں اور تحفے تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے[3]

اس رات کو جوا کھیلنا برکت اور میمنت کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ جس شخص نے کبھی بھی جوا نہ کھیلا ہو اسے بھی چاہئے کہ ان راتوں کو حصول برکت کے لئے جوا کھیلے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے مطعون کیا جاتا ہے اور اسے لوگ غلطی پر سمجھتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جو

---

[1] HINDU MOHAMMADANS FEASTS P.10 بعض شواہد کے لئے ملاحظہ ہو:

BENGAL IN THE 16TH CENTURY: P.185—86, PETER MUNDY: II, P.140

TRAVELS IN INDIA IN 17TH CENTURY P.309 AIN-I-AKBARI (U.T) II, 410-11; TUZUK-I-JAHANGIRI (E.T.) I, P.126

[2] FAITHS, FAIRS AND FESTIVALS: P.106

[3] TRAVELS IN THE 17TH CENTURY: P.309

نیز ملاحظہ ہو۔ ہفت تماشا۔ ص ۸۰ - ۸۱

ان راتوں کو ایک دو گھڑی یہ شغل نہ کرتا ہو۔ اس طرح ایک شہر میں ہزار گھر برباد اور دوسرے ہزار گھر آباد ہوجاتے ہیں۔ اکثر ہارنے والے بدقسمت اس رات کی صبح کو شہر سے بھاگ جاتے ہیں یا زہر کھا کر اپنی جان تک دیدیتے ہیں یا کوتوالی کے چبوترے پر دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ لوگ تیغ، تیر، چھرا اور خنجر کے زخموں کی وجہ سے مرہم پٹی اور ٹانگوں کے محتاج ہوجاتے ہیں [1]

اکبر بادشاہ کو صرف اس تہوار کے جشن سے متعلق باتوں سے دلچسپی تھی۔ جب کہ جہانگیر بادشاہ خود بھی جوا کھیلتا تھا۔ اور اپنے نوکروں کو اپنی موجودگی میں دو تین راتیں جوا کھیلنے کا حکم دیتا تھا [2]

کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب نے ہولی کے تہوار کی طرح دیوالی کا تہوار بھی بند کروا دیا تھا [3]۔ مگر اس کی وفات کے بعد دربار مغلیہ میں بھی یہ دیوالی کا تہوار غالباً منایا جانے لگا۔ کیوں کہ شاہ عالم ثانی، اکبر ثانی اور بہادر شاہ ظفر کے درباروں میں دیوالی کے تہوار منائے جانے کی شہادتیں ملتی ہیں۔ شاہ عالم ثانی نے شاہی محل میں دیوالی کے تہوار کے منائے جانے کا خود ذکر کیا ہے۔ شاہی محل میں چراغاں ہوتا تھا۔ سرسوتی کی پوجا ہوتی تھی۔ شاہی مستورات زری کے کپڑے زیب تن کر، سولہ سنگار کر، تلک اور مہندی لگا کر، پوری، کچوری اور سموسے کے تھال بھر کر ناچتے، گاتے بجاتے جایا کرتی تھیں۔

سرسوتی کے پوجن کو سب لے آئیں بھر بھر تھالی
پوری، کچوری، سموسا، پاپڑی اور کریں نیکی سہالی
آنند سے گائے، بجائے سبھی نر ناری دے دے تالی
کیا نیکو چوری آج، مائی کنی بن کے نوہار دوالی [4]

---

[1] ہفت تماشا۔ ص ۸۱-۸۲ [2] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۱، ص ۲۶۸

[3] MUGHAL EMPIRE IN INDIA II. P. 150

[4] نادرات شاہی۔ ص ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۲۰

شاہی محل میں رقص و سرور کی محفلیں سجتی تھیں[1]۔ اور دیوالی بھری جاتی تھی ۔

کھیل بتلا سے چڑوے کر سوں دوالی کی بھرن ٹھہری جو گھڑا
کھیلت نکے سبھی مائی ات ہی آنند سوں گھر بھرا[2]

شاہی محل کے خادم اس دن بادشاہ کو مبارکباد دیتے اور نذر پیش کرتے تھے ۔

آج دیوالی آئی سبھو شاہ عالم گھر ہے آنند بدھائی
نر، ناری کو دت، دیتے مبارکی سب مل دھائی[3]

منشی فیاض الدین صاحب نے دہلی کے آخری دو بادشاہوں کا طریق معاشرت بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے ۔ محل میں دیوالی کے جشن کو ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے ۔

"لو آج پہلا دن آیا ہے ۔ محل میں سب کی آمد و رفت بند ہو گئی ۔ دھوبنیں، مالنیں، کہارنیاں، حلال خوریاں، تین دن تک محل کے باہر نہ نکلنے پائیں گی ۔ اور نہ کوئی ثابت ترکاری محل میں آنے پائے گی ۔ بیگن، مولی، کدو، گاجر وغیرہ اگر کسی نے منگائی بھی تو باہر سے ترشی ہوئی آئی اس لئے کہ کوئی جادو نہ کرے ۔ تیسرے دن کو دیکھو، آج بادشاہ سونے چاندی میں تلیں گے ۔ ایک بڑی سی ترازو کھڑی ہوئی، ایک طرف پلڑے میں بادشاہ بیٹھے، دوسری طرف چاندی سونا وغیرہ تول کر محتاجوں کو بانٹ دیا ۔ ایک بھینسا، کالا کمبل، کڑوا تیل، ست نجا، سونا چاندی نقد وغیرہ بادشاہ پر تصدق ہوا، قلعہ کی برجوں کی روشنی کا حکم ہوا ۔ کھیلیں، بتاشے، کھانڈ، اور مٹی کے کھلونے ٹھٹھریاں اور ہاتھی مٹی کے اور رنگوں کی پھاندیاں، نیبو، کہاریاں سر پر رکھے، ان کے ساتھ گھر گھر بانٹتی پھرتی ہیں ۔ رات کو بیٹوں کے ہاتھی بیٹیوں کی ٹھٹھریاں کھیلوں بتاشوں سے بھری گئیں ۔ ان کے آگے روشنی ہوئی ۔ نوبت، روشن چوکی، اور

---

[1] نادرات شاہی ۔ ص ۷۵، ۱۰۰

[2] ایضاً ۔ ص ۱۰۰

[3] نادرات شاہی ص ۱۲۰

باجے بجنے لگے ۔ چاروں کونوں پر ایک ایک گنّا کھڑا کیا ۔ نیبوؤں میں ڈورے ڈال کران میں لٹکا دیئے ۔ صبح کو وہ گنّے اور نیبو حلال خوروں کو دیئے ۔ رتھ بان ، بہلوں کو بنا سنوارہ، پاؤں میں مہندی لگا، رنگ برنگ کی اس پر نقاشی کر، سینگوں پر قلعی اور سنگوٹیاں ، ہانکوں پرکار چوبی پٹے اور سنکھ ، گلوں میں گھنگرو ، اوپر کارچوبی ، باناتی جھولیں پڑی ہوئیں ۔ چھم چھم کرتے چلے آتے ہیں ۔ بیلوں کو دکھا انعام واکرام لے اپنے کارخانوں میں آئے ۔ [1]

دیوالی کے دوسرے دن گوبردھن کی پوجا ہوتی ہے [2] ۔ شاہ عالم ثانی کے محل میں اسی پوجا سے متعلق رسومات ادا ہوتے تھے ۔ شاہ عالم نے خود ذیل اشعار میں ان رسموں کیطرف اشارہ کیا ہے ۔

چل ری سکھی ، آج گوردھن پوجن جایئے شاہ عالم پیارے راج دلائے کے گیہہ
آج تیوہار کے دن کی مبارکباد دیجئے ، اپنے پیارے سنگ لگا ۔ [3]

مغل امرا بھی دیوالی کا تہوار بڑے اہتمام اور دلچسپی سے مناتے تھے ۔ مبارک الدولہ پسر چہارم میر محمد جعفر خاں کے بارے میں طباطبائی کا بیان ہے ۔

" باوجود دعویٰ اسلام کے اور باوجود عدم وصول مشاہرہ جس کی وجہ سے خاص اور عام ملازین اور رفقا رہبت سی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہونے پر بھی پانچ ، چھ ہزار روپے دیوالی کے مراسم ادا کرنے میں صرف کرتا ہے ۔ جب کہ یہ ہندوؤں کا تہوار ہے ۔ ہر سال لوگوں کو نزکش اور چہرغ تقسیم کئے جاتے ہیں [4] "

---

[1] بزم آخر ۔ ص ۱۲۰

[2] ہندو تہواروں کی اصلیت (منشی رام پرشاد) مطبوعہ لکھنؤ ۔ ص ۹۴

[3] نادرات شاہی ۔ ص ۸۰ ، ۱۱۳

[4] سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۲ ، ص ۵۱۷

عام مسلمانوں کو دیوالی کے تہوار سے اتنی ہی دلچسپی تھی جتنی کہ بادشاہوں اور امیروں
وہ لوگ بھی دیوالی کی تمام رسموں کی پابندی کرتے تھے۔ نظیر اکبرآبادی نے ایک نظم میں
کی حالت کا نقشہ پیش کیا ہے۔ اس کا پہلا بند یہ ہے

ہر اک مکاں میں جلا پھر دیا دیوالی کا ہر اک طرف کو اجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل میں سماں بھاگیا دیوالی کا کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا

عجب بہار کا ہے دن بنا دیوالی کا [۵۱]

اس نظم میں اس نے چراغاں، کھیلونے، کھیل، بتاشے، مکان کی صفائی، قمار بازی وغیرہ ذکر کیا ہے۔

دیوالی کے مہینے میں دہلی کے تمام باشندے حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کے ار پر زیارت کے لئے جاتے تھے۔ اور درگاہ کے قریب چشمہ کے چاروں طرف خیمے لگاتے ے اور اس میں غسل کرتے تھے۔ [۵۲]

عام طور پر مسلمان اور بالخصوص جاہل مسلمان عورتیں ہندوؤں کے تمام مراسم ادا رتی تھیں۔ مرزا مظہر جان جاناں سے روایت ہے کہ:-

"چناں چہ در ایام دوالی کفار جہلۂ اسلام علی الخصوص زنان ایشاں رسوم اہل کفر را بجا می آرند و عید خودی سازند و ہدایا شبیہہ بہدایای اہل کفر بجا نہائے دختران وخواہران از رنگ اہل شرک محافرستند [۵۳]

عام مسلمانوں کی دیوالی سے دلچسپی اور رسومات کی ادائیگی کے سلسلہ میں مرزا قتیل کا ذیل بیان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

---

[۵۱] پوری نظم کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ کلیات نظیر اکبرآبادی (نول کشور ۱۹۵۱ء) ص ۲۴۱ - ۲۴۴

[۵۲] مرقع دہلی۔ ص ۸

[۵۳] معمولات مظہری ص ۳۸ نیز ہفت تماشا ص ۸۴

"اس دن کی حرمت فرقۂ ہنود پر منحصر نہیں ہے .... بہت سے مسلمان بھی ہندوؤں کے حال میں شریک ہوکر شمع محفل قمار بازی بنتے ہیں، یعنی جوا کھیلنے کے لئے قمار خانوں میں جاتے ہیں جو مسلمان جوا کھیلنے سے گریز کرتے ہیں وہ کم از کم اپنے گھروں میں چراغاں کرتے ہیں۔ اور شب دیوالی میں عورتیں سب بچوں کے نام سے الگ الگ مٹی کے کھلونے منگواتی ہیں۔ اور طرح طرح کی مٹھائیاں اور کھانڈ کے کھلونے، ان پر اضافہ کرکے پہلے گھر کو چراغاں کرتی ہیں۔ پھر اس حصۂ مکان کو جہاں کھلونے اور مٹھائیاں ہیں۔ روشنی سے "رشک وادیٔ ایمن" بناتی ہیں! اور اسے اصطلاح میں دیوالی بھرنا کہتے ہیں۔ رسم یہ ہے کہ ہر ایک لڑکے اور لڑکی کے نام سے جو دوالی بھری جاتی ہے۔ اگر سوء اتفاق سے کسی سال اس ثواب کے حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں تو آئندہ ان کا تمام سال غم وغصہ میں گذرتا ہے۔ انہیں یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ سال ہمارے لئے برکت نہیں رکھتا۔ پس ظاہر ہے کہ اس عمل کو بچوں کی سلامتی کے لئے اچھا سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ عمل عقل کے برخلاف ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بزرگانہ تعلیم کے ذریعہ اپنے گھر کی عورتوں کو اس سے باز رکھے اور قضائے الٰہی سے اس سال میں کوئی بچہ مرجائے تو وہ پھر عورتوں کی ملامت اور طعنوں کا ہدف بن جاتا ہے۔ اور اسے اپنے کئے پر نادم ہونا پڑتا ہے۔ آخر کار انہیں اس معاملے میں عورتوں کو پوری آزادی دینی پڑتی ہے۔ چناں چہ بعضوں نے عورتوں کے طعنوں سے ڈر کر اور بیشتر نے اس خیال سے کہ اگر ہم عورتوں کو ان کے عمل سے باز رکھیں گے تو سارا سال منحوس گذرے گا۔ "دیوالی بھرنے" کا عمل اختیار کرلیا ہے۔ اور عام طور سے اس ملک کے مرد ان معاملات میں ہندوانہ عقائد کے پیرو اور عورتوں کے مرید ہیں"؛ [1]

دسہرہ

دجے دشمی جسے عام طور پر دسہرہ کہا جاتا ہے، کھتریوں کے لئے خصوصاً بہت اہم تھا [2]

[1] ہفت تماشا۔ ص ۸۳-۸۴ [2] آئین اکبری (اردو ترجمہ) ج ۲۔ ص ۲۹۲، ہفت تماشا میں ۶۱

آسوج (ستمبر-اکتوبر) مہینے کی دسویں کو رام چندر جی کی راون پر فتحیابی کی یادگار میں منایا جاتا تھا۔[۱] ہمارے زمانے کی طرح اس زمانے میں بھی سارے ہندوستان میں یہ تہوار منایا جاتا تھا۔ اور رامچندر جی اور راون کے درمیان کی جنگ کی یادگار میں ڈرامے کھیلے جاتے تھے۔ فوجی حملے کے لئے یہ دن بہت مبارک سمجھا جاتا تھا۔[۲]

مغل دربار میں دسہرہ کا جشن منایا جاتا تھا۔ اس دن کی صبح کو تمام شاہی گھوڑوں اور ہاتھیوں کو نہلایا دھلایا جاتا تھا۔ اور ان کو زیورات اور رنگین کپڑوں سے سجا کر بادشاہ کے معائنہ کے لئے پیش کیا جاتا تھا۔[۳] جہانگیر نے تہر کی جو بیسویں (۱۶۱۹ء) کے جشن کا حال اسی طرح بیان کیا ہے۔

"ہندوستان کی رسم کے مطابق انھوں نے گھوڑوں کو سجایا اور میرے سامنے پیش کیا۔ جب میں گھوڑوں کا معائنہ کر چکا تو وہ ہاتھی لائے۔"[۴]

اورنگ زیب کے جانشینوں کے عہد میں یہ تہوار دربار میں منایا جاتا تھا۔ جہاندار شاہ[۵] کے عہد حکومت میں لنکا شہر کے مشابہ ایک لکڑی کا ڈھانچہ تیار کیا جاتا اور اس میں آگ لگائی جاتی

---

[۱] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۱۔ ص ۲۲۴-۲۲۵

[۲] ایضاً ص ۲۴۵- راجپوت اس تہوار کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ ملاحظہ ہو آئین اکبری (اردو ترجمہ) ج ۲۔ ص۔ ۲۹۲

[۳] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۲-۱۷۶

[۴] تزک جہانگیری (انگریزی ترجمہ) ج ۱۔ ص ۲۴۵، ج ۲۔ ص ۱۰۰، ۱۰۱، نیز ملاحظہ ہو عالمگیر نامہ از محمد کاظم۔ ص ۹۱۴

[۵] جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بن اورنگ زیب، اپنے تین بھائیوں کو شکست دے کر دہلی کے تخت پر ۱۷۱۲ء میں جلوہ افروز ہوا تھا۔ تھوڑی مدت حکومت کرنے کے بعد فرخ سیر کے ہاتھوں شکست کھائی اور اسے قتل کر دیا گیا برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ مفتاح التواریخ۔ ص ۲۹۹ - ۳۰۰

تھی اور بادشاہ اس منظر کے دیکھنے سے بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔[1] اکبر ثانی اور بہادر شاہ ظفر کے دربار میں اس جشن کا منظر ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

"دسہرہ کے دن بادشاہ نے دربار کیا۔ پہلے ایک نیل کنٹھ بادشاہ کے سامنے اڑایا، باز خانے کا داروغہ باز اور شکرہ لے کر آیا۔ بادشاہ نے باز لے کر ہاتھ پر بٹھایا۔ دربار برخاست ہوا۔ تیسرے پہر اصطبل خاص کا داروغہ خاص، گھوڑوں کو مہندی سے رنگ رنگا، رنگ برنگ کی الوانہ پر نقاشی کر، سونے روپے کے ساز لگا کر جھروکوں کے نیچے لایا۔ بادشاہ نے گھوڑوں کا ملاحظہ کیا۔ داروغہ کو انعام دے کر رخصت کیا۔"[2]

امراء اور عام مسلمانوں میں بھی اس تہوار کا عام رواج تھا۔ رائے چتر من کالستھ کا یہ بیان قابل ذکر ہے۔

"آں روز سواری شری رام چند راوتار است۔ برائے فتح لنکا مردم شہر اسپاں از حنا و سازہائے نقرہ و طلا آراستہ و لباسہائے فاخرہ تکلف کردہ تماشائے سبزہ زار برکنار دریا می روند۔ و ہجوم بسیار می شود۔ و امراء و دولتمنداں کہ در آنجا باغیچہ آراستہ اند۔"[3]

مختصر یہ کہ مسلمانوں کے ہر طبقے کے لوگ اس جشن سے دلچسپی رکھتے تھے۔ بقول مرزا قتیل،

"یہ صرف ہندوؤں تک محدود نہیں ہے۔ مسلمان بھی نیل کنٹھ کے دیدار کے اشتیاق میں شہر کے باہر جاتے ہیں، خصوصاً وہ مسلمان امیر جو حاکم شہر ہو، وہ مجبور ہوتا ہے کہ آج کے دن اپنے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو مہندی اور دوسرے رنگوں سے رنگین کر کے نقرئی اور طلائی ساز و سامان اور زرنگار جھول کے ساتھ سونے چاندی کے ہودے اور عماریاں لگا کر فوج فرّا اور خدم

[1] تذکرۃ الملوک از یحیٰ خاں (قلمی) ص ۱۱۹ ب۔

[2] بزم آخر۔ ص ۷۵-۷۶

[3] تاریخ چہار گلشن محمد شاہی۔ ص ۴۶ ب

اور حشم کے ساتھ اور ذی مرتبہ مصاحبوں کو ہمراہ لیکر بازار میں نکلتا ہے۔ یہ صاحب بھی اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ ملبوس اور بڑھیا ہتھیاروں سے ملبس ہوتے ہیں۔ وہ ہر فرقے کے لوگوں میں گراں بہا نقدی بطور انعام تقسیم کرتا ہے اور شہر کے باہر جا کر ایک میدان میں ایک نیل کنٹھ کا دیدار کرتا ہے۔ اس موقع پر توپیں اور بندوقیں داغی جاتی ہیں پھر شام کو وہ گھر واپس آ کر پری تمثال شوخ و طناز رقاصاؤں کے رقص اور خوش نوا مطربوں کے سرودوں سے لطف اندوز ہوتا ہے[۵۱]

ہندو بچوں کے ساتھ مسلمان بچے بھی ٹیسو راۓ کے کھیل میں شریک ہوتے تھے۔ ان میں یہ رسم تھی کہ دسہرہ سے دس دن قبل مٹی کی ایک صورت بناتے ہیں اور اسے لکڑیوں پر لٹکاتے ہیں اسکا نام ٹیسو راۓ ہوتا ہے۔ روزانہ شام کے وقت کچھ بچے اور کچھ جوان مل کر اپنے رشتہ داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں اور ایک مخصوص لے میں بلند آواز اور خوش لحانی کے ساتھ ہندی کے چند بیت پڑھتے ہیں اور ایک پیسہ یا اس سے زیادہ لیکر ایک دروازے سے دوسرے دروازے پر جاتے ہیں۔ اسطرح جو کچھ روزانہ حاصل کرتے ہیں اسے جمع کرتے جاتے ہیں یہانتک کہ روز مذکورہ کو ان پیسوں کی مٹھائی خرید کر آپس میں بانٹ لیتے ہیں[۵۲]

اس کے برعکس لڑکیاں ٹیسو راۓ کے بجاۓ ایک جال دار کوزہ ہاتھ میں لیکر دروازے دروازے جاتی تھیں اور ان ایام میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان اچھی خاصی عداوت پیدا ہو جاتی تھی جس جگہ ان کا آمنا سامنا ہو جاتا تھا تو لڑکے انکے کوزوں کو توڑ ڈالتے تھے۔ اور اگر ایک ٹیسو راۓ اس طرف آ جاۓ اور دوسرا اسطرف تو دونوں گروہوں کے درمیان جنگ ہو جاتی تھی۔ جو ٹیسو راۓ غالب آ جاتا تھا وہ مغلوب کو توڑ ڈالتا تھا۔ اس سے مغلوب اتنا غمگین ہوتا تھا کہ خود کو ہلاک کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ غرض دسہرہ کے دن ہر شخص اپنے مخصوص ٹیسو راۓ کو نشان و نقارہ کے ساتھ باہر نکالتا ہے اور ایسی شان و شوکت سے اسکے ساتھ سپاہی پیشہ مغل بچے اور زنان کسبی اور بازاری سر کے بال بکھیرے ہوۓ ہمراہ ہوتی تھیں۔ یہ جلوس ندی کیطرف جاتا تھا اور ٹیسو راۓ کو پانی میں بہا کر واپس آ جاتا تھا[۵۳]۔ نظیر اکبر آبادی نے اشعار ذیل دسہرہ کی تعریف میں کہے ہیں۔

عیاں ہر جا بہار جامہ زیباں — نمایاں ناز و حسن دل فریباں
صف اہل تماشا زینت افزا — ہمہ اسباب خوش وقتی مہیا
براۓ نیل کنٹھ از بہمن بہرہ! — زہے فرحت فزا روز دسہرہ[۵۴]

[۵۱] ہفت تماشا۔ ص ۷۷، [۵۲] ہفت تماشا ص ۷۷، [۵۳] ہفت تماشا۔ ص ۷۷ - ۷۸

[۵۴] کلیات نظیر اکبر آبادی۔ ص ۹۴۵